تصوف کی مبادی اور مشہور کتاب کا سلیس اردو ترجمہ

فتوح الغیب

حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس اللہ سرہ

ادارۂ اسلامیات

۱۹۰۔ انار کلی ○ لاہور

فہرست

مقالہ نمبر ۳

کامل تسلیم و رضا

حضرتِ قطبِ ربّانیؒ نے ارشاد فرمایا :-

"جب بندہ مصائب و آفات میں مُبتلا کیا جاتا ہے تو شروع میں خود ہی اُن سے نجات پانے کے لیے جدوجہد کرتا ہے اور جب اس کوشش میں کامیاب نہیں ہوتا تو بیماریوں اور مصیبتوں میں اغیار سے امداد و اعانت چاہتا ہے۔ مثلاً وہ بادشاہوں، عہدے داروں، مال داروں اور طبیبوں وغیرہ سے رجوع کرتا ہے، لیکن جب وہ اُن کے ذریعہ بھی مصائب سے رہائی نہیں پاتا تو پھر اپنے پروردگار کی جانب دُعا و آزاری اور حمد و ثنا کے ساتھ مائل ہوتا ہے۔ الغرض جب تک بندہ اپنے نفس میں طاقت و توفیق پاتا ہے، ردِّ مصائب میں خود کوشاں ہوتا ہے۔ لیکن بعد ازاں مخلوقات سے مدد و نصرت چاہتا ہے اور جب تک وہ مخلوق سے امداد و اعانت اور حاجت روائی پاتا ہے، خدا کی طرف ہرگز رجوع نہیں کرتا اور جب مخلوقات سے بھی اُس کی مشکل کشائی اور حاجت روائی نہیں ہوتی تو پھر دُعا و آزاری کے ساتھ اظہارِ عجز و احتیاج کرتا ہوا بے اختیار خُدا تعالےٰ کے سامنے گر پڑتا ہے اور اس پر

خوف ورجا کی کیفیت طاری ہوتی ہے۔ لیکن جب اللہ تعالےٰ بھی اس کی دُعا کو قبول نہیں فرماتا اور اُس کی حاجت روائی نہیں ہوتی تو وہ تمام اسبابِ ظاہری و مادی سے نا اُمید ہو جاتا ہے۔ اُس وقت بندہ پر قضا و قدر، افعال الٰہیہ اور توحید کے اسرار منکشف ہوتے ہیں اور وہ اسباب و تعلقاتِ دنیوی سے فانی ہو جاتا ہے۔ اس مقام میں وہ صرف افعال الٰہیہ پر نظر رکھتا ہے۔ کامل تسلیم و رضا کے ساتھ اور ضرورتاً صاحبِ یقین موحّد ہو جاتا ہے۔

پس یقین کے اس درجے پر اُس کا یہ ایمان ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی فاعلِ حقیقی نہیں اور اُس کی ذاتِ واحد کے علاوہ کوئی ایسی ہستی نہیں جو حرکت یا سکون، بھلائی یا بُرائی، نفع یا نقصان، موت یا حیات، عزت یا ذلت، دولت مندی یا محتاجی، صحت یا بیماری، الغرض کوئی بھی چیز دینے یا نہ دینے کی مختار و مجاز ہو۔ پس ایسی حالت میں وہ بندہ قضا و قدر کے تحت دایہ کے ہاتھ میں ایک شیر خوار بچّہ کی طرح، غسّال کے ہاتھ میں میّت کی طرح اور چوگان سوار کے سامنے ایک بے بس گیند کی طرح ہو جاتا ہے اور اپنے تمام حوائج و معاملاتِ زندگی کا مختارِ کل صرف اللہ تعالےٰ کو سمجھتا ہے۔ وہ ایک حال سے دُوسرے حال کی طرف، ایک وضع سے دُوسری وضع کی طرف، ایک فعل سے دُوسرے فعل کی طرف پلٹتا اور پھرایا جاتا ہے۔ اور اس کو اپنے یا غیر کے حق میں کسی حکم یا حرکت کی توفیق و قدرت باقی نہیں رہتی۔ اب وہ اپنے پروردگار کے ارادہ و فعل میں اپنے آپ سے

غائب و نابود ہے۔ وہ دیکھتا ہے تو مشیتِ الٰہی کے ساتھ۔ سُنتا ہے تو مشیتِ الٰہی کے ساتھ، بولتا ہے تو مشیتِ الٰہی کے ساتھ اور کوئی بات سمجھتا ہے تو مشیتِ الٰہی کے ساتھ۔

اب اس کا علم خُدا تعالےٰ کے علم سے ہوتا ہے اور اُس کا کلام بھی خدا تعالےٰ کے کلام سے ہے۔ وہ اسی کی نعمت سے نعمت یافتہ، اُسی کے قُرب سے نیک بخت، اُسی کے جمال معنی سے بزرگ و آراستہ اور اسی کے ذکر سے صاحبِ سکون واطمینان، اُسی کی فکر سے صاحبِ فہم و ذکاء اور دُنیا و عقبیٰ میں اُسی کے وعدوں سے خوش و خرم ہوتا ہے۔ مقامِ تسلیم و رضا میں وہ فقط حق تعالےٰ سے مانوس و مربوط ہوتا ہے اور اُس کے ہر غیر سے گریزاں اور متوحش ہوتا ہے، وہ اسی کے قرب و وصل کی آرزو کرتا ہے اور اسی کی پناہ پکڑتا ہے۔ اُس کا رشتۂ عشق و محبت حق تعالےٰ کے ساتھ مضبوط و مستحکم ہوتا ہے اور وہ ہر معاملہ میں صرف اسی پر توکّل رکھتا ہے۔ وہ اسی کے نورِ معرفت سے ہدایت پاتا ہے اور اُسی کے صفاتِ عالیہ سے اپنے ظاہر و باطن کو آراستہ کرتا ہے۔

وہ اللہ تعالےٰ ہی کے عطا کردہ علمِ لدُنی سے اسرارِ قُدرت پر آگاہ و مطلع ہوتا ہے اور اُسی کی توفیق سے قدرت کے نادر بھیدوں کو اپنے سینے میں ضبط و محفوظ رکھتا ہے اور پھر خاص اوقات میں اپنے منعمِ حقیقی کی تمام نعمتوں پر اُس کی حمد و ثنا کرتا اور شُکر بجالاتا ہے۔

❖